eISSN: 2789-6331
pISSN:2789-4169

CC BY
OPEN ACCESS

ڈاکٹر عبدالستار ملک
لیکچرار شعبۂ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Dr. Abdul Sattar Malik
Lecturer, Dept. of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad

اردو لسانیات: تاریخ وارتقا

URDU LINGUISTICS: HISTORY AND DEVELOPMENT

ABSTRACT

In developed countries, so much attention is paid to linguistics, as much as other scientific and social sciences, but now it is being formulated in the way of mathematics and statistics. The scope of linguistics is very wide. Today, many problems of history, civilization and society are being solved with the help of linguistics in developed countries. Mutual similarities and differences of languages are being ascertained. Linguistics also helps in understanding the script and literature of ancient and dead languages. Such tribal languages which have no script, their script has been devised with the help of linguistiscs. With this, the mutual sharing and differences of different races and languages are being known and information is being obtained about the place of birth along with the age of nations and languages. A phonetic script (IPA) has been devised to bring any language of the world into writing, after minor modifications. Linguistics helps in the dating of manuscripts. With its help, efforts are underway to formulate rules by which a second language can be learned in a very short period. It is being used in the military to create secret codes and read others' secret codes. Efforts are underway to create a translation machine that can translate from one language to another. To benefit from these blessings, it is necessary to build research and teaching in Urdu linguistics on a strong foundation. Linguistic research in Urdu began in the eighteenth century. It became somewhat regular in the nineteenth century. In the twentieth century, the use of linguistic knowledge of languages in developed countries increased and scientific research was adopted. However, in terms of quality and quantity, Urdu lags far behind other developed languages. At present, the need for and importance of linguistics is also being realized and modern technology has been used in linguistic research in Pakistan as well. Centre for Research in Urdu Language Processing (CRULP), FAST-NU and Centre for Language Engineering UET Lahore are good examples. The need is to review critically the work done so far and determine its quantity and quality, so that in near future Urdu linguistic research can be established in the right direction on scientific grounds. This article is an attempt in this direction.

KEYWORDS
Urdu Linguistics, CRULP, Centre for Language Engineering

لسان عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنی ہے زبان۔"یات" کا لاحقہ اردو میں علوم و فنون کے لیے مستعمل ہے۔ جیسے حیات سے حیاتیات، معاش سے معاشیات، نفس سے نفسیات وغیرہ۔ اس طرح لسانیات سے مراد ہے زبان کا علم۔ اردو میں یہ اصطلاح انگریزی اصطلاح "Linguistics" کا متبادل ہے۔ لسانیات زبان کی سائنس ہے اور یہ زبان کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ ایک منظم اور مربوط سائنسی انداز میں کرتی ہے۔ لسانیات کی جامع تعریف یوں ہو سکتی ہے:"لسانیات اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ زبان کی ماہیت، تشکیل، ارتقا، زندگی اور وفات کے متعلق آگاہی حاصل ہوتی ہے۔"[1] اردو میں لسانی تحقیق ابھی ابتدائی مرحلے پر ہے اور لسانی تحقیق کے شعبے کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے بہترین منصوبہ بندی اور عملی کاوشوں کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر جامعات میں اردو لسانی تحقیق کا فقدان ہے۔ اردو میں لسانی اور لسانیاتی تحقیق کا آغاز اٹھارویں صدی میں ہوا۔ انیسویں صدی میں کسی قدر باقاعدگی پیدا ہوئی۔ بیسویں صدی میں ترقی یافتہ ممالک اور زبانوں کے لسانی علم سے استفادے کا رجحان بڑھا اور سائنسی اندازِ تحقیق کو اپنانے کی سعی کی گئی۔ گزشتہ چند برسوں سے لسانی تحقیق میں جدید ٹیکنالوجی سے مدد لی جا رہی ہے۔ پاکستان میں مرکز تحقیقات اردو FAST لاہور اور مرکز تحقیقات لسانیات UET لاہور اچھی مثالیں ہیں۔ معیار و مقدار کے اعتبار سے اردو لسانی تحقیق دیگر ترقی یافتہ زبانوں کے مقابلے میں بہت پیچھے ہے۔ تاہم اب لسانیات کی ضرورت و اہمیت کا احساس بھی ہونے لگا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں لسانیات پر اتنی توجہ دی جاری ہے، جتنی دیگر سائنسی اور سماجی علوم پر بلکہ اب اسے ریاضی اور شماریات کے انداز میں وضع کیا جا رہا ہے۔ چونکہ ہمارے ہاں زبانوں کے مطالعے کی اہمیت و افادیت کا وہ شعور نہیں، جو ترقی یافتہ ممالک میں ہے۔ جس کی وجہ سے لسانیات سے صرفِ نظر کیا گیا۔ لسانیات کی جولاں گاہ بہت وسیع ہے۔ آج ترقی یافتہ معاشروں میں لسانیات کی مدد سے تاریخ، تہذیب اور معاشرت کے بہت سے مسائل حل کیے جا رہے ہیں۔ اس سے مختلف نسلوں اور زبانوں کا باہمی اشتراک و اختلاف معلوم کیا جا رہا ہے۔ اس سے قوموں اور زبانوں کی عمر کے ساتھ ان کی جائے پیدائش کے بارے میں معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔ قدیم اور مردہ زبانوں کے رسم الخط اور ادب کی تفہیم بھی لسانیت کی مدد سے ممکن ہو گئی ہے۔ ایسی قبائلی زبانیں جن کا کوئی رسم الخط نہیں، لسانیات کی مدد سے ان کا رسم الخط وضع کیا گیا ہے۔ دنیا کی کسی بھی زبان کو ضبطِ تحریر میں لانے کے لیے صوتیاتی رسم الخط (IPA) وضع کر لیا گیا ہے، جس میں خفیف ترمیم کے بعد کسی بھی زبان کو لکھنا ممکن ہے۔ لسانیات کی مدد سے مخطوطات کے زمانی تعین میں مدد ملتی ہے۔ اس کی مدد سے ایسے قواعد مرتب کرنے کی کوششیں جاری ہیں، جن کے ذریعے کسی دوسری زبان کو بہت کم عرصے میں سیکھا جا سکتا ہے۔ برطانیہ اور امریکہ میں انگریزی بولنے والوں کو دوسری غیر ملکی

زبان کی تعلیم دینے کے لیے لسانیات کو سکولوں میں متعارف کرایا جارہا ہے۔ افواج میں اس کے ذریعے خفیہ کوڈ بنانے اور دوسروں کے خفیہ کوڈ پڑھنے کا کام لیا جارہا ہے۔ ترجمے کی ایسی مشین بنانے کی کوششیں جاری ہیں، جو ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کر سکے۔ لسانیات کی ان برکات سے فیض یاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اردو لسانیات میں تحقیق و تدریس مضبوط بنیادوں پر استوار ہو۔ ذیل کی سطور میں اس میدان میں اب تک ہونے والی پیش رفت کا ایک منظر نامہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ اردو لسانیات میں تحقیق کی عصری آگہی سے اردو لسانیات کے تحقیق طلب گوشوں اور تدریسی پہلوؤں کی درست سمت کا تعین ہو سکے۔

لسانی مطالعات کی قدیم ترین صورت الفاظ کی ایک فہرست ہے جو قدیم عراق (Mesopotamia) میں تیار کی گئی تھی۔ الفاظ کی یہ قدیم ترین فہرست قریباً تین ہزار پانچ سو قبل مسیح یعنی آج سے تقریباً ساڑھے پانچ ہزار سال قبل تیار کی گئی تھی۔ یہ فہرست خط میخی (cuneiform) میں تھی۔ خط میخی کو خط اوتاد، خط پیکانی اور مسماری خط بھی کہتے ہیں۔(۲) تاریخ میں لسانی مطالعے کی روایت میں ہندوستان کو اولیت حاصل ہے۔ ہندوستان میں علم لسانیات کی روایت قبل مسیح سے ملتی ہے۔ ویدک دور کے قواعد نویسوں میں پانِنی (۴سے ۶ صدی قبل مسیح) کو ممتاز ترین حیثیت حاصل ہے۔ پانِنی دنیا کا پہلا عظیم ماہرِ صوتیات و قواعد دان تھا۔ اس کی منظوم قواعد کا نام اشٹ ادھیائے (پانینم) ہے۔ اس میں آٹھ (اشٹ) ابواب (ادھیائی) اور چار ہزار سوتر (شعری سطور) ہیں۔ یہ کتاب 14 کلیدی الفاظ پر مشتمل ہے۔ عروض کے ارکانِ افاعیل کی طرح یہ الفاظ چند بے معنی حروف کے مجموعے ہیں۔ سنسکرت جیسی دقیق زبان کے قواعد کو ان الفاظ میں سمو دیا گیا ہے۔ پانِنی نے مختلف آوازوں کا صوتی تجزیہ کیا۔ وہ مسموع (مصیتی) اور غیر مسموع (غیر مصیتی) ہکاری (ہائیہ)، غیر ہکاری (غیر ہائیہ) کے فرق سے واقف تھا۔ اسے ہر آواز کا صحیح مقام تلفیظ معلوم تھا۔ حیرت ہے کہ آلات کے بغیر اس نے مصیبت کی گرفت کرلی۔ صوتیات کے علاوہ اس نے الفاظ کی ساخت کے بارے میں تفصیل سے لکھا۔ اس نے ویدک بھاشا (مذہبی زبان) اور عوامی سنسکرت کا تقابلی مطالعہ بھی کیا۔ اس نے سنسکرت کے قواعد اتنے کسے گٹھے طریقے سے بیان کیے کہ بعد میں کوئی ان میں قابل ذکر واضافہ ترمیم نہ کر سکا، ہاں پانِنی کے قواعد پر تبصرے، اصلاحیں اور تشریحات جاری رہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ پانِنی کی جکڑبندیوں کی وجہ سے سنسکرت کا ارتقا رک گیا اور وہ مردہ زبان ہو گئی۔ (۳) پانِنی تکشہ ملا کا رہنے والا تھا جو آج ٹیکسلا کے نام سے پاکستان کا ایک شہر ہے۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی کے مطابق پانِنی نے اپنی اس قواعد میں اپنے کم از کم ۶۴ پیش روؤں کا ذکر کیا ہے۔ سنسکرت میں لکھی گئی پانِنی کی یہ قواعد منظوم ہے اور اس کا نام اشٹادھیائی ہے۔ پانِنی کے بعد کے دور سے بغرضِ اختصار صرفِ نظر کیا جاتا ہے۔

دنیائے مغرب میں یونانیوں نے قواعد اور لسانیات کے مباحث کا آغاز کیا ہندوستان کی طرح یونان میں بھی قدیم دور میں لسانیات کے موضوع پر مباحث ملتے ہیں لیکن وہ معیار و مقدار میں ہندوستان کے مقابلے میں کم ہیں۔ تاریخی اعتبار سے سب سے پہلے افلاطون (۴۲۷-۳۴۷ ق م) کے ہاں زبان کے موضوع پر غور و فکر ملتا ہے۔ اس کی تصنیف Cratylus میں کافی تفصیل سے زبان کی ابتدا، معنی کی خصلت اور الفاظ کے ماخذ پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ اس کا اہم کام یہ ہے کہ اس نے آوازوں کی گروہ بندی کی۔ اور مصوتے، نیم مصمتے اور مصمتے کی تقسیم کی تھی۔ ارسطو (۳۸۴-۳۲۲ ق م) نے پہلی بار الفاظ کی صرفی تقسیم کی۔ اس نے کلمے کو زمروں میں تقسیم کیا۔ کلاسیکی قواعد کی اصطلاحیں اس کی اختراع ہیں۔ فاعل، مفعول، فعل ناقص اور لیٹن کے مشہور آٹھ اجزائے کلام اسی کی دین ہیں۔ اس نے پہلی بار لسانی ساخت کے باقاعدہ تجزیے کی کوشش کی۔ اس کے نزدیک قواعد منطق کا ہی حصہ ہیں۔ [۴] قواعد کے علاوہ یونان میں لغات اور لفظ کی اصل سے متعلق بہت سے کام ہوئے۔ اگرچہ یونانیوں نے زبان کی ماہیت کی طرف توجہ کی اور دنیائے مغرب میں قواعد اور لسانیات کے مطالعے کی روایت کی بنیاد رکھی، لیکن سنسکرت کے قدیم قواعد نویسوں کی طرح وہ قواعد اور صوتیات کے شعبوں میں تحقیق کا حق ادا نہ کر سکے۔ ہندوستان کا لسانیاتی مطالعہ تجزیاتی اور توضیحی تھا، جبکہ یونان کا مطالعہ زیادہ تر قیاسی اور فلسفیانہ تھا۔ عربی لسانیات کی جو روایت ملتی ہے، اس کے محرکات مذہبی تھے۔ عربی کا پہلا قواعد دان ابو الاسود ظالم بن عمر الدوئلی (603ء-689ء) کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ ابوالاسود کا تعلق کوفہ تھا اور اس کی نشوونما بصرہ میں ہوئی۔ [۵] روایت ہے کہ اس نے قواعد کے مبادیات حضرت علی ابنِ ابی طالب سے سیکھے تھے۔ اس کے شاگردوں میں کئی نامور نحوی شامل ہیں۔ [۶] رفتہ رفتہ عربی قواعد کے دو دبستان بصرہ اور کوفہ میں ابھرے۔ ابوالاسود کے شاگردوں میں ابو عبدالرحمن الخلیل بن احمد (۷۱۸ء-۷۸۶ء) عربی کا پہلا مستند قواعد دان اور عالم لسانیات تھا۔ اسے عربی میں فن عروض کا موجد قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی دوسری "کتاب العروض" عربی قواعد کی اہم کتاب ہے۔ [۷] اس کی تالیف کتاب العین، عربی صرف، نحو اور تلفظ حروف کی سند ہے۔ ابو عبدالرحمن الخیل بن احمد کے لائق شاگرد اور عربی نحو اور صوتیات کے اہم ترین عالم سیبویہ (۷۶۰ء تا ۷۹۶ء) نے پہلی بار عربی آوازوں کی درجہ بندی کی۔ سیبویہ کی لسانی خدمات علم النحو سے کہیں زیادہ صوتیات کے شعبے میں ہیں۔ اس کی تصنیف "الکتاب" کے باب "الادغام" میں عربی زبان کا جو صوتی تجزیہ ملتا ہے اس سے زیادہ مکمل و مستند تجزیہ کسی اور کتاب میں نہیں ملتا۔ سیبویہ نے عربی کی تکلمی آوازوں کا تجزیہ کر کے ان کے مخارج اور کیفیت ادا کی بنیادوں پر جو تقسیم اور درجہ بندی کی ہے، جدید مغربی ماہرین صوتیات اس سے کم و بیش متفق ہیں۔ [۸] ان باکمال اساتذہ کے گروہ کو دبستان بصرہ کے نحویوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ دوسرا مشہور دبستان کوفہ کے نحویوں کا تھا۔ اس دبستان کے بانی "ابوجعفر محمد بن ابی سارہ رداسی کوفی" تھے۔ جامع القواعد (حصہ صرف) [۹] علم تجوید کا صوتیات (Phonetics) سے بہت گہرا نظری اور عملی رشتہ ہے۔ صوتیات بیسویں صدی میں فروغ پانے والا جدید علم

ہے۔ اس میں تکلمی آوازوں کا مطالعہ اور تجزیہ سائنسی بنیادوں پر کیا جاتا ہے۔ اس علم میں اعضائے تکلم اور ان سے تشکیل شدہ آوازوں سے بحث کی جاتی ہے نیز ان آوازوں کی درجہ بندی کی جاتی ہے اور ان کی صوتیاتی خصوصیات کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے۔ تجوید میں قرآن کریم کے صوتیاتی نظام کو مطالعے کا موضوع بنایا گیا ہے اسی لیے تجوید کو قرآنی صوتیات (Quranic Phonetics) بھی کہتے ہیں۔ تجوید میں تمام حروف کو اپنے مخرج (Point of Articulation) سے مع جمیع صفات (Manner of Articulation) کے ادا کیا جاتا ہے۔ صوتیات اور تجوید میں امتیاز صرف اتنا ہے کہ تجوید میں صرف قرآنی اصوات کی تشکیل، ادائیگی، خصوصیات اور ان کے مخارج و منابع سے بحث کی جاتی ہے جب کہ صوتیات دنیا کی کسی بھی زبان کی اصوات کی تشکیل، ادائیگی، درجہ بندی اور امتیاز و خصوصیات کو مطالعے کا موضوع بناتی ہے۔ علاوہ ازیں صوتیات اور تجوید میں بنیادی فرق یہ ہے کہ صوتیات صوت کے تصور پر مبنی ہے جبکہ تجوید میں حرف کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ثانیاً اول الذکر میں آوازوں کے مخارج کا سلسلہ دونوں ہونٹوں سے شروع ہوتا ہے اور حلق کو آخری مخرج قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ موخر الذکر میں حلق کو پہلا مخرج تسلیم کیا جاتا ہے اور مخارج کا بیان حلق سے شروع ہو کر بیرونی حصے پر ختم ہوتا ہے۔ تجوید ایک قدیم علم ہے جس زمانے میں قدمانے تجوید کے قواعد وضوابط منضبط کیے تھے، اس وقت صوتیات (Phonetics) کا نام ونشان تک نہ تھا۔ مقام حیرت ہے کہ آج سے کئی سو سال پہلے قدمانے قواعدِ تجوید سے متعلق جو مشاہدات پیش کیے وہ صوتیاتی نقطہ نظر سے نہایت وقیع ہیں۔ یہ باعث تاسف ہے کہ یہ علم مغربی علما کی نظروں سے اوجھل رہا اور ان کی کتابوں میں کہیں اس سے استفادے کا ذکر نہیں ملتا۔[۱۰] فارسی لسانیات کے ابتدائی نقوش پر عربی کے اثرات ہیں۔ فارسی قواعد نویسی بڑی حد تک عربی قواعد کی تقلید ہے۔ برصغیر میں تقابلی لسانیات کی ابتدا "سراج الدین علی خان آرزو" (۱۶۸۹ء۔۱۷۵۶ء) سے ہوئی، جنھوں نے اپنی تالیف "نوادر الالفاظ" میں پہلی بار سنسکرت اور فارسی کا تقابل کر کے ان کی مشابہت کو "توافق لسانین" کے نام سے ظاہر کیا۔

اردو کے لسانی مطالعے کا ذکر کرتے ہوئے اب ہم دورِ جدید تک آگئے ہیں۔ انیسویں صدی میں لسانیاتی دلچسپی کا مرکز ہندیورپی زبانیں تھیں۔ ماہرین لسانیات زبانوں کے رشتے اور شجرے قائم کرتے تھے اور قدیم زبانوں کی باز تشکیل کرتے تھے۔ تاریخی یا عصریاتی مطالعے سے عصری مطالعے تک لے جانے والی اہم شخصیت ساسور کی ہے۔ بیسویں صدی میں لسانیات کے کئی دبستان بن گئے۔ ان میں جنیوا سکول، فرانسیسی سکول، روسی سکول، پراگ سکول، امریکی سکول، ہارورڈ سکول، برطانوی سکول اور کوپن ہیگن سکول شامل ہیں۔ جدید دور کے اہم ترین ماہرین لسانیات یہ ہیں:

"ساسور، بلوم فیلڈ (Leonard Bloomfield)، چامسکی (Noam Chomsky)، یاکوبسن، فرتھ (J. R. Firth)، ہیم سیلو"۔

ان میں ساسور، بلوم فیلڈ اور چامسکی زیادہ اہم ہیں۔ اس لیے ہم ذیل میں انھی ماہرین کے سکولوں کا ذکر کریں گے۔

جینوا اسکول اور فرڈی نینڈی ساسور (۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۳ء):

یہ سوئٹرز لینڈ میں فرنچ گھرانے میں پیدا ہوا۔ ۲۲ سال کی عمر میں اس نے لسانیات پر ایک عالمانہ کتاب شائع کی، جس کے بعد وہ ہیرس یونیورسٹی میں معلم ہو گیا۔ ۱۸۹۱ء میں وہ جینوا یونیورسٹی چلا گیا۔ ۱۹۱۳ء میں اس کے انتقال کے بعد اس کے شاگردوں نے اس کے لیکچروں کی یادداشتوں کو کتابی شکل میں مرتب کیا، جو ۱۹۱۵ میں پیرس میں "عام لسانیات کا ایک نصاب" کے نام سے شائع ہوئی۔ ساسور جدید لسانیات کے ستونوں میں شمار ہوتا ہے۔ ساسور کی اہمیت عصری مطالعے کے آغاز کی وجہ سے ہے لیکن اب جینوا سکول اسلوبیات کی وجہ سے اہمیت رکھتا ہے۔(۱۱)

امریکی سکول:

اس سکول میں لیونارڈ بلوم فیلڈ (Leonard Bloomfield) (۱۸۸۷ء تا ۱۹۴۶ء) سب سے اہم ماہرِ لسانیات ہے۔ اس نے ۱۹۱۴ء میں Introduction to Study of Language شائع کی اور ۱۹۳۳ء میں اپنی کلاسیک Language شائع کی۔ بلوم فیلڈ کی کتاب "زبان" امریکی لسانیات کی بائبل کہی جاتی ہے۔ اس میں بلوم فیلڈ نے معنی کو رد کیا اور زبان کے میکانکی پہلو یعنی صوت پر زور دیا۔ بلوم فیلڈ کو تجزیاتی لسانیات کا سب سے بڑا ستون کہہ سکتے ہیں۔ اس نے تجزیاتی لسانیات کے جملہ شعبوں صوتیات، فونیمیات اور صرف و نحو کا مطالعہ کیا لیکن اس کا خاص زور فونیمیات پر تھا۔ بلوم فیلڈ سکول کو فونیمی سکول بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ برطانوی سکول کو صوتی سکول (Phonetic School) کہتے ہیں، جس سے ڈینیل جونز (Daniel johns) اور فرتھ (J. R. Firth) جیسے ماہرین کا تعلق ہے۔(۱۲)

ہارورڈ سکول (Phonological School):

اس سکول میں چامسکی (Noam Chomsky) نے ۱۹۵۷ء میں Linguistic Structures میں قواعد کا تشکیلی نظریہ پیش کیا۔ اس کی وضع کردہ قواعد کو تشکیلی گرامر یا تخلیقی گرامر (Generative Grammer) بھی کہتے ہیں۔ اس گرامر کے سہارے مشینی ترجمہ بھی ہو سکتا ہے۔(۱۳)

ہندوستان میں لسانیات کے عالمانہ کام کا مرکز دکن کالج پونا ہے۔ مقدار میں سب سے زیادہ کام ہندی میں ہو رہا ہے، لیکن اس کام میں وہ معیار اور بلندی نہیں جو مغرب کے اداروں میں ہے۔ ہندی کے مقابلے میں لسانیات کے باب میں اُردو کی کم مائیگی قابل افسوس ہے۔ اُردو کسی وقیع ادارے کا ذریعہ تعلیم نہیں۔ کسی درس گاہ میں لسانیات کے شعبے میں اردو کو اپنا ذریعہ تدریس نہیں بنایا۔ اُردو میں لسانیات پر جتنے لکھنے والے

ہیں وہ بنیادی طور پر ادبیات کے استاد ہیں۔ علی گڑھ یونیورسٹی میں شعبہ لسانیات قائم ہے۔ شاید مستقبل میں اس سے بہتر نتائج بر آمد ہوں۔

برصغیر میں جدید تاریخی و تقابلی لسانیات کی بنیاد سر ولیم جونز کے کالی داس کے ڈرامے شکنتلا کے ترجمے سے پڑتی ہے، جس میں انھوں نے سنسکرت کا مطالعہ کیا اور خیال ظاہر کیا کہ سنسکرت، یونانی اور لاطینی ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ سر ولیم جونز ستمبر ۱۷۸۳ء سپریم کورٹ کے جج کی حیثیت سے کلکتہ پہنچے۔ انھیں مشرقی علوم و ادبیات سے دلچسپی تھی اور وہ متعدد زبانیں جانتے تھے۔ انھی کی کوششوں سے ۱۷۸۴ء میں ایشیاٹک سوسائٹی کی بنیاد پڑی جس کے اجلاس میں اپنے تیسرے سالانہ خطبہ فروری ۱۷۸۶ء میں انھوں نے سنسکرت کی لسانی پختگی، عظمت و شکوہ اور یونانی، لاطینی اور فارسی سے گہری مماثلت کا ذکر کیا۔ ان کا یہ تحقیقی مقالہ جدید لسانیات اور تقابلی مطالعہ کے لیے رہنما ثابت ہوا۔ (۱۴)

دیگر مستشرقین کا بھی اردو زبان و قواعد کی تحقیق و تنقید میں اہم حصہ ہے، جن میں جان گل کرسٹ، گارساں دتاسی، میکس مولر، جان جیمز، پلیٹس، فیلن اور جارج گریرسن خاص طور پر ممتاز ہیں۔ سر جارج گریرسن کا "لسانیاتی جائزہ Linguistics survey of India" ہے، جو ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا۔ سر جارج ابراہم گریرسن بہار میں افسر تھے۔ انھوں نے بہاری زبانوں کا مطالعہ کر کے بہاری زبانوں کی ایک مختصر سی تقابلی قواعد لکھی۔ بعد ازاں انھوں نے اپنا شاہکار تحقیقی کام "لسانیاتی جائزہ" کا آغاز کیا۔ جو ۱۸۹۴ء سے شروع ہو کر ۱۹۲۷ء میں ختم ہوا۔ یہ کام گیارہ حصوں اور انیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے لیے انھوں نے کلکٹروں اور پٹواریوں سے تفصیلی معلومات لیں لیکن ترتیب و تدوین خود کی۔ پہلی جلد میں آریائی زبانوں کے بارے میں مفصل عالمانہ مقدمہ ہے۔ یہ اتنا وسیع، دقیق اور عظیم کام ہے کہ اگر کوئی بڑا ادارہ بھی اسے سرانجام دیتا تو اس کے لیے باعث فخر ہوتا۔ (۱۵) یہ لسانیاتی جائزہ دنیا میں بیسویں صدی کا عظیم ترین کارنامہ ہے جو گیارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

مشرقی ماہرینِ زبان میں سراج الدین علی خان آرزو وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے "نوادرالالفاظ" (۱۷۵۱ء) سراج اللغات اور مثمر میں قواعدِ زبان، سنسکرت اور فارسی میں لسانی مماثلت کی نشان دہی کی ہے۔ انشا اللہ خاں انشا کی دریائے لطافت (۱۸۰۸ء) میں اردو زبان کے قواعد کے علاوہ لسانی مباحث بھی شامل ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ پنڈت دتاتریہ کیفی نے ۱۹۳۵ء میں کیا۔ محمد حسین آزاد نے سخن دانِ فارس (۱۸۸۷ء) میں عمومی لسانیات کے مباحث اور زبانوں کے لسانی رشتوں کی بات کی۔ سید احمد دہلوی کی تصنیف علم اللسان (۱۹۰۰ء)، مرزا سلطان احمد کی زبان (۱۹۱۶ء) اور عبد القادر سروری کی تصنیف "زبان اور علمِ زبان" میں زبان کے مسائل پر غور و خوص کیا گیا۔

ڈاکٹر محی الدین قادری زور (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۶۲ء) اردو کے پہلے ماہرِ لسانیات ہیں، جنھوں نے یورپ (لندن) سے باقاعدہ لسانیات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کا مقالہ Hindustani Phonetics، ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔ ان کی ایک اور اہم تصنیف 'ہندوستانی لسانیات' (۱۹۳۲ء) ہے۔

برج موہن پنڈت دتاتریہ کیفی ایک اہم ماہرِ زبان تھے۔ انھوں نے اپنی تصانیف 'کیفیہ' (۱۹۴۲ء) اور 'منشورات' (۱۹۴۰ء) میں زبان و انشا کے مسائل پر بحث کی ہے۔ ڈاکٹر مسعود حسین خان کا مقدمہ تاریخ زبان اردو (۱۹۴۸ء) پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ ہے۔ [۱۶] اردو لفظ کا صوتیاتی اور تجز صوتیاتی مطالعہ (۱۹۸۶ء) اور دیگر وقیع لسانی مضامین ان کے لسانی شعور کا مظہر ہیں۔ پروفیسر احتشام حسین نے جان جیمز کی تصنیف An outline of Indian Philology کا ترجمہ ہندوستانی لسانیات کا خاکہ کے عنوان سے کیا، جو ۱۹۴۸ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔

ڈاکٹر شوکت سبز واری ایک صاحبِ نظر ماہرِ لسانیات ہیں۔ ان کی تصانیف اردو زبان کا ارتقا (۱۹۵۶ء)، لسانی مسائل (۱۹۶۲ء) اور اردو لسانیات (۱۹۶۶ء) لسانیات کے میدان میں گراں قدر اضافہ ہیں۔ اردو لسانیات کے باب میں ایک معروف نام ڈاکٹر سہیل بخاری کا ہے۔ اردو کا روپ (۱۹۷۱ء)، اردو کی کہانی (۱۹۷۵ء)، اردو کا صوتی نظام اور تقابلی مطالعہ (۱۹۹۱ء) اور دیگر متعدد تصانیف ان کی محنتِ شاقہ کی دلیل ہیں۔ پروفیسر خلیل صدیقی کی دلچسپی کا میدان اردو لسانیات ہے۔ زبان کا مطالعہ (۱۹۶۴ء)، زبان کا ارتقا (۱۹۷۷ء)، زبان کیا ہے؟ (۱۹۸۹ء)، لسانی مباحث (۱۹۹۱ء) اور آواز شناسی (۱۹۹۳ء) جیسی تصانیف ان کی عرق ریزی کی گواہی ہیں۔ ڈاکٹر اقتدار حسین کی کتاب لسانیات کے بنیادی اصول (۱۹۸۵ء) اردو لسانیات پر ایک اچھی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد خان کی تصنیف اردو لسانیات (۱۹۹۰ء) اور اردو ساخت کے بنیادی عناصر (۱۹۹۱ء) اردو لسانیات کی تفہیم کے لیے معاون ہیں۔ انھوں نے ڈیوڈ کرسٹل کی کتاب کا ترجمہ "لسانیات کیا ہے؟" کے عنوان سے کیا۔ ادب و لسانیات (۱۹۷۰ء) از ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی ایک اہم تصنیف ہے، جس میں ان کا شاہکار مضمون "اردو کا صوتی نظام بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر عبد الستار دلوی کی تالیف اردو میں لسانی تحقیق (۱۹۷۱ء) متعدد عمدہ مقالات کا مجموعہ ہے۔ دلی یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے رسالہ "اردوئے معلیٰ" لسانیات بھی قابل ذکر ہے۔ عتیق احمد نے ایچ اے گلیسن (جونیر) کی کتاب کا ترجمہ، توضیحی لسانیات (۲۰۱۸ء) کے عنوان سے کیا۔

ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے صدرِ شعبہ لسانیات رہے۔ ان کی تصانیف 'اردو کی لسانی تشکیل (۱۹۸۵ء) اور لسانی تناظر (۱۹۹۷ء) ہیں۔ ڈاکٹر گیان چند کی عام لسانیات (۱۹۸۵ء) لسانیات کے موضوع پر اردو میں سب سے ضخیم کتاب ہے۔ ان کی دیگر تصانیف میں 'لسانی جائزے' (۱۹۹۷ء) اور لسانی رشتے (۱۹۹۷ء) قابلِ ذکر ہیں۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا شمار ہندوستان کے جدید ماہرِ لسانیات میں

ہوتا ہے، انھیں نیشنل پروفیسر کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو(۱۹۶۱ء)، اردو زبان اور لسانیات(۲۰۰۶ء)اور املا نامہ(۱۹۹۰ء) ان کی معروف تصانیف ہیں۔ انھوں نے ساختیات و مابعد ساختیات اور جدیدیت و مابعد جدیدیت جیسے موضوعات پر مستقل تصانیف مرتب کی ہیں۔ عمومی لسانیات (۱۹۹۳ء) ڈاکٹر عبد السلام کی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر محبوب عالم خان کی تصنیف "اردو کا صوتی نظام" (۱۹۹۷ء) مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، وقیع کام ہے۔ ان کتب کے علاوہ متعدد رسالوں میں ماہرین کے مضامین ملتے ہیں، جن میں ڈاکٹر شوکت سبز واری، ڈاکٹر سہیل بخاری، عین الحق فرید کوٹی اور سید قدرت نقوی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

پاکستان میں کمپیوٹری لسانیات Computational Linguistics میں لائق تحسین کام ہو رہا ہے۔ مرکزِ تحقیقاتِ اردو مارچ ۲۰۰۱ء کو فاسٹ یونیورسٹی لاہور(Fast National University) میں قائم کیا گیا، جس کا مقصد اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کے لسانی پہلوؤں مثلاً صوتی نظام، رسم الخط اور کمپیوٹیشنل ماڈل پر تحقیق کرنا ہے۔ یہ ادارہ اپنی سالانہ رپورٹ شائع کرتا ہے۔ اس ادارے کی بعض لسانی تحقیقات اخبار اردو(مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد) میں شائع ہوئی ہیں۔ یہ رپورٹیں اردو لسانیات کے مستقبل کے لیے نیک شگون ہیں۔[۱۷] مرکز تحقیقات لسانیات، الخوارزمی انسٹیٹیوٹ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، جدید لیبارٹری اور ایک تربیت یافتہ ٹیم کے ساتھ ڈاکٹر سرمد حسین کی نگرانی میں مندرجہ بالا لسانی پہلوؤں پر تحقیقات میں مصروف ہے۔[۱۸] دیگر جامعات کے کمپیوٹر سائنس کے شعبہ جات میں اردو سے متعلق کمپیوٹیشنل لسانیات کے مقالے لکھے جا رہے ہیں۔

اردو لسانیات کے موضوع پر پی ایچ ڈی کے مقالات میں اردو لسانیات (تاریخ و تنقید کی روشنی میں) از نعمت الحق مخزونہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان(۱۹۹۵ء) معیاری مقالہ ہے جو محقق کی عرق ریزی کا آئینہ دار ہے۔ "اردو میں لسانیات کے مباحث" از عبد الغفور ساہی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہو، "پاکستان میں لسانیاتی تحقیق" از ظفر احمد نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز اسلام آباد، "اردو میں لسانی تحقیق" از فائزہ بٹ اور ینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور شامل ہیں۔ راقم نے "پاکستان میں اردو زبان کی تدریس کے مسائل و مباحث" کے موضوع پر پی ایچ۔ ڈی کا مقالہ (نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز اسلام آباد ۲۰۱۳ء) لکھا، جس میں تدریسی اور لسانی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھا۔

فرہنگِ اصطلاحات لسانیات کے ضمن میں فرہنگ اصطلاحات (انگریزی۔ اردو) لسانیات مطبوعہ قومی کونسل برائے فروغ اردو، نئی دہلی اور کشاف اصطلاحات لسانیات از ڈاکٹر الٰہی بخش اعوان، مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد اور لغات لسانیات از خالد محمود خان (بیکن

بکس ملتان) قابل ذکر ہیں۔ڈاکٹر سہیل بخاری نے اصطلاحات لسانی (تسوید۱۹۸۸ء) اکادمی ادبیات کو اشاعت کے لیے بھیجی، جو تاحال اشاعت پذیر نہ ہو سکی۔اس کے علاوہ لسانیات کے موضوع پر مرقومہ متعدد کتابوں کے میں آخر میں لسانی اصطلاحات دی گئی ہیں۔

اردو او دیگر عالمی زبانوں کے تعلق پر مقالے لکھے گئے ہیں۔مثلاًاردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ از ڈاکٹر رام آسر اراز(۱۹۷۵ء)، اردو اور عربی کا تقابلی مطالعہ (اصوات، قواعد اور مفردات میں) از حافظ احسان الحق(۱۹۸۸ء)، مخزونہ جامعہ کراچی، عربی زبان کا اردو زبان پر اثر از حلیمہ بی بی(۲۰۰۷ء) مخزونہ جامعہ پنجاب، اردو کی تشکیل میں فارسی کا حصہ از ڈاکٹر محمد صدیق شبلی، اردو پر فارسی اثرات از عصمت جاوید، اردو اور فارسی کے روابط از محمد عطاالله خان(۲۰۰۲ء)، مخزونہ جامعہ کراچی، اردو اور ترکی کے لسانی روابط از محمد امتیاز(۲۰۱۳ء) مخزونہ قرطبہ یونیورسٹی پشاو وغیرہ۔تقریباً تمام بڑی پاکستانی زبانوں کے اُردو کے ساتھ تہذیبی و لسانی روابط پر مقالے اور کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔اگرچہ ان مقالات میں زیادہ تر مماثلتی گوشوں کو نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔مثال کے طور پر: پنجابی اور اردو کے تعلق پر "پنجاب میں اردو" از حافظ محمود شیرانی ہے۔[۱۹] ۱۹۶۰ء میں کالا سنگھ بیدی نے تین ہندوستانی زبانیں کے عنوان سے پنجابی، اردو اور ہندی کے لسانی رشتہ پر تحقیقی کام کر کے دہلی یونیورسٹی سے پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق نے ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق(پنجاب یونیورسٹی،۱۹۵۷ء) کے موضوع پر پی ایچ۔ڈی کی۔سندھی اور اردو کے لسانی روابط پر سید سلیمان ندوی کے مقالات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی نے اردو سندھی کے لسانی روابط پر(سندھ یونیورسٹی،۱۹۶۸ء) پی ایچ۔ڈی کا مقالہ لکھا۔اردو اور پشتو کے تعلق پر مولانا امتیاز علی عرشی نے ایک کتاب تصنیف کی۔ڈاکٹر عبدالستار پراچہ نے اردو اور پشتو کے لسانی روابط کے موضوع پر(پشاور یونیورسٹی،۱۹۸۲ء) پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔یہ ایک وقیع کام ہے۔ڈاکٹر خالد خٹک نے پی ایچ۔ڈی کے لیے سندھی، پشتو اور اردو کے لسانی روابط(سندھ یونیورسٹی،۱۹۸۷ء) کے موضوع پر تحقیق کی۔ڈاکٹر یوسف بخاری نے پی ایچ۔ڈی کے لیے کشمیری اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ (پنجاب یونیورسٹی،۱۹۸۰ء) کے موضوع کا انتخاب کیا۔ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوی نے براہوی اور اردو کا تقابلی مطالعہ (سندھ یونیورسٹی،۱۹۷۹ء) کے موضوع پر تحقیق کی۔علاوہ ازیں ایم فل کی سطح کے متعدد مقالے اردو اور دیگر زبانوں پر موجود ہیں، مثلاً ہند کو اردو کا تقابلی مطالعہ از احمد سعید پراچہ (سندھ یونیورسٹی،۱۹۷۵ء)، بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں کا اردو سے تقابل از احمد علی صابر بولانوی (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،۱۹۹۹ء)، اردو اور پشتو مین تذکیر و تانیث از محمد اشفاق (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،۲۰۰۱ء)، پہاڑی اور اردو کا تقابلی مطالعہ از کریم اللہ قریشی (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،۲۰۰۲ء)، اردو اور گوجری کا لسانی رشتہ از محمد اکرم (علامہ اقبال ا وپن یونیورسٹی،۲۰۰۶ء)وغیرہ۔

زبان دانی کے لیے لغت کی اہمیت اور ضرورت محتاجِ بیان نہیں۔ دنیا کی ہر زبان میں لغت کی اہمیت مسلمہ ہے۔ لغات زبان کی سند اور بقا کا بڑا ذریعہ ہیں۔ معیاری لغات کے بغیر زبان کی بنیادیں مستحکم نہیں ہو سکتیں۔ اردو لغت کی تاریخ میں سب سے پہلے منظوم لغات ملتے ہیں، جن میں اشعار کے پیرائے میں مبتدیوں کو الفاظ کے معانی بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں نصاب نامہ، رازق باری، حامد باری، خالق باری اور مرزا غالب کی تصنیف قادر نامہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

میر عبد الواسع کی غرائب اللغات کو اردو کا پہلی لغت قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سراج الدین خان آرزو کا نوادر لالفاظ (۱۷۵۱ء) اہمیت کا حامل ہے۔ ان لغات میں اردو الفاظ کے معانی اور وضاحت فارسی میں دیے گئے ہیں۔ غیر ملکی مرتبینِ لغت شیکسپیئر (Shakespeare) ٹی ایلیٹ (T Eliot)، فیلن (Felon)، گلکرسٹ (John Gilchrist) کی لغات کے علاوہ اُردو میں متعدد لغات مرتب ہوئے۔ اِن میں سید احمد دہلوی کا فرہنگِ آصفیہ (۱۹۰۶ء)، مولوی نور الحسن نیر کا نور اللغات (۱۹۲۴ء) اردو لغت نویسی میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ یہ دونوں لغات چار چار جلدوں میں ہیں۔ ان کے علاوہ امیر اللغات اور لغتِ کبیر قابلِ ذکر ہیں۔ یک جلدی جامع الغات میں وارث سرہندی کا علمی اُردو لغت، مولوی فیروزالدین کا فیروز اللغات اور نسیم امروہوی کا نسیم اللغات معتبر سمجھے جاتے ہیں۔ جدید دور کے لغات میں اُردو لغت بورڈ پاکستان کا آکسفورڈ ڈکشنری کے طرز پر بائیس جلدوں پر مشتمل عظیم ترین لغت "اُردو لغت (تاریخی اصول پر)" اپریل ۲۰۱۰ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اِسی طرح ترقی اُردو بیورو (ہند) کا پانچ جلدی لغت بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اردو تھیسارس مرتبہ رفیق خاور، مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان (۱۹۹۲ء) اہم لسانی پیش رفت ہے۔ اس کے علاوہ متعدد ذولسانی لغات اور ہفت زبانی لغت منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ جن میں اردو سائنس بورڈ کا شائع کردہ "ہفت زبانی لغت"، اردو اور پشتو کے مشترک الفاظ از پروفیسر پری شان خٹک (مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان)، اور مقتدرہ قومی زبان کی شائع کردہ متعدد لسانی اشتراک کی کتب شامل ہیں۔ جدید لغات میں شان الحق حقی کا فرہنگِ تلفظ اردو لغت نویسی کی تاریخ میں قابلِ قدر اضافہ ہے، جس میں رائج فصیح تلفظ معروف اعراب کے ساتھ حرفی اعراب کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ صوتی لغت کے سلسلے میں ایک اہم قدم یک جلدی اوکسفرڈ اردو۔انگریزی لغت (۲۰۱۳ء) ہے۔ اس لغت میں ملک کے معروف لسانی انجینئر اور کمپیوٹری لسانیات کے ماہر ڈاکٹر سرمد حسین نے بین الاقوامی صوتیاتی حروف (IPA) سے ماخوذ صوتی علامات کے ذریعے تلفظ واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

۱۹۹۵ء میں پروفیسر خلیق احمد صدیقی کا بچوں کا لغت شائع ہوا۔ محمد اسحاق جلالپوری اور تاج محمد صاحب کی مشترکہ کوشش سے بچوں کا اُردو لغت غالباً ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔ اِس کے بعد ڈاکٹر جمیل جالبی کا "درسی اُردو لغت" منظر عام پر آیا۔ جو اعلیٰ ثانوی سطح تک طلبہ کے لیے مفید ہے۔ کئی جلدوں پر مشتمل "کتبِ لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ" مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد لائق تحسین کام ہے۔ لغت نویسی کے مسائل از گوپی چند نارنگ (ماہنامہ کتاب نما دہلی، ۱۹۸۵ء) اور ڈاکٹر رؤف پاریکھ کی تصانیف و تالیفات اس میدان میں اہم اضافہ ہیں۔۔ لغتیات کے باب میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے خصوصیت سے کام کیا۔ لغات پر پی ایچ۔ڈی کے مقالات میں اردو لغت کا ارتقاز سید انور علی، مخزونہ سندھ یونیورسٹی جام شورو (۱۹۷۶ء)، پاکستانی اُردو لغات (جامع) کا تقابلی جائزہ از شمیم طارق، مخزونہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد (۲۰۰۷ء)، اردو لغت نویسی از عابدہ بتول، از امینہ بی بی، مخزونہ یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور (۲۰۰۷ء) وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

احمد دین کی تصنیف سرگزشتِ الفاظ (۱۹۲۳ء) میں اشتقاقیات کے ابتدائی نقوش نظر آتے ہیں۔ سید سلیمان ندوی کی تصنیف "نقوشِ سلیمانی" (۱۹۳۹ء) میں شامل تین مضامین میں بھی چند اردو الفاظ کی ماہیت اور مآخذ سے بحث کی گئی ہے۔ ڈاکٹر سہیل بخاری کی تصنیف "اردو میں الفاظ سازی" مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان (۱۹۸۹ء) اور رسالہ جریدہ جامعہ کراچی میں شائع شدہ "اردو کی اشتقاقی لغت" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اردو میں معنیات پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ صرف ڈاکٹر سہیل بخاری کی تصنیف "معنویات" مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے۔

اُردو قواعد کے پس منظر کو دیکھا جائے تو ابتدائی قواعد نویس یورپی باشندے تھے، جنھیں یہ زبان سیکھنے اور اپنی تقریر و تحریر میں استعمال کرنے کی ضرورت تھی۔ ہالینڈ کے باشندے جان جوشوا کیٹلر (Jon Joshua Kettler) کی لاطینی زبان میں Grammatical Indostanica کو بالاتفاق پہلی قواعد تسلیم کیا جاتا ہے۔ جس کی اشاعت ۱۷۴۳ء میں ہوئی۔ اُردو گرامر کی ابتدائی کتابوں کے مصنّفین میں ایک نمایاں نام جان گلکرسٹ کا ہے۔ جن کی مشہور کتاب A Grammar of Hindustani Language کے نام سے ۱۷۹۶ء میں شائع ہوئی، جو بنیادی طور پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریز ملازمین کو مقامی زبان سے آشنا کرانے کے لیے لکھی گئی تھی۔ گلکرسٹ کی قواعدِ اُردو کی تلخیص میر بہادر علی حسینی نے "رسالۂ گل کرسٹ" کے نام سے مرتب کی۔ انیسویں صدی کے دوران مغربی انداز میں لکھے گئے اُردو قواعد کی ایک طویل فہرست ہے، جس کا ذکر تحصیلِ حاصل ہے۔ اِن میں مسٹر جان ٹی پلیٹ کی گرامر نمایاں مقام رکھتی ہے۔ ۱۸۷۴ء میں انگریزی زبان میں شائع ہونے والی یہ کتاب آج بھی اہل قواعد کے لیے اپنے اندر ایک کشش رکھتی ہے۔

اہل ہند میں انشا اللہ خاں انشا پہلے شخص ہیں جنھوں نے "دریائے لطافت" لکھ کر صحت مند بنیادوں پر اس کام کا آغاز کیا۔ اس کتاب میں انھوں نے اُردو کے مزاج، صوتیات، بول چال اور محاوروں وغیرہ پر بحث کر کے زبان کے کچھ اصول اور قواعد مرتب کیے۔ دریائے لطافت ۱۸۰۸ء میں تصنیف ہوئی اور ۱۸۴۹ء میں طبع ہوئی۔ انشا کے بعد اہل زبان بھی قواعد نویسی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان میں مقبول ترین کوشش مولوی فتح محمد جالندھری کی مصباح القواعد (۱۹۰۴ء) ہے۔ چونکہ مولوی صاحب عربی کے بڑے عالم تھے۔ اس لیے ان کی قواعد پر عربی کا گہرا اثر نظر آتا ہے۔ مولوی عبد الحق اُردو کے پہلے قواعد نویس ہیں جنھوں نے قواعد اُردو میں، عربی اور فارسی کے مروج تتبع سے انحراف کر کے تعریفات، اصطلاحات اور تشریحات میں اُردو کے مزاج کو اپنایا اور انگریزی قواعد کے انداز پر اُردو قواعد کو مدون کرنے کی سعی کی۔ مرکزی اُردو بورڈ نے ملک کے دو ممتاز اساتذہ اور علما، ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی سے جامع القواعد (حصہ صرف) اور ڈاکٹر غلام مصطفی خان سے جامع القواعد (حصہ نحو) مرتب کرا کے شائع کیں۔

چند نئے قواعد نویسوں نے عربی و فارسی کے اثر سے ہٹ کر خالص اُردو کے مزاج اور لسانی بنیادوں پر قواعد مرتب کرنے کی کوشش کی۔ ان میں پہلا نام ڈاکٹر شوکت سبزواری کا ہے۔ وہ ابھی صرف کا کسی قدر حصہ ہی لکھ پائے تھے کہ ۱۹۷۳ء وفات پا گئے۔ ان کے نامکمل کام کو ۱۹۸۲ء میں کراچی کے مکتبہ اسلوب نے ڈاکٹر قدرت نقوی کے حواشی اور مشفق خواجہ کے دیباچے سے آراستہ کر کے شائع کیا۔ جدید لسانیاتی نقطۂ نظر سے ہندوستان میں ڈاکٹر عصمت جاوید نے "نئی اُردو قواعد" اور ڈاکٹر اقتدار حسین نے "اُردو صرف و نحو" مرتب کی ہیں۔

اُردو قواعد کے میدان میں تحقیقی کام بہت کم ہوا ہے۔ بھارت میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پروفیسر ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ نے "شمالی ہند کی اُردو کی تاریخی قواعد ۱۶۰۰ تا ۱۸۱۰ء" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی۔ روس کی ایک خاتون سونیا چرنیکو وانے اُردو افعال پر پی ایچ ڈی کی۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں مہر النسا نے "دکنی اردو قواعد کا تجزیاتی مطالعہ" کے موضوع پر عمدہ مقالہ لکھا ہے۔ رشید حسن خاں کا مقالہ "اردو اور برج قواعد کا تقابلی مطالعہ" ہے۔ سرگودھا یونیورسٹی کے استاد غلام عباس گوندل نے "اُردو قواعد کی مطبوعہ کتب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" (اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور) کے موضوع پر پی ایچ۔ ڈی کی تحقیق کی۔ تاہم ابھی تک قواعد کے بہت سے مسائل حل طلب ہیں۔

اعدادی لسانیات (Statistical Linguistics) لسانیات کا ایک شعبہ ہے، جس میں مخصوص مقاصد اور ضروریات کے حروف والفاظ کو شمار اور درجہ بندی کی جاتی ہے۔ ہماری اُردو کی درسی کتابوں کی تدوین میں سب سے بڑا مسئلہ ہر درجے کے لیے ذخیرۂ الفاظ کا تعین اور درجہ بندی ہے۔ ہماری درسیات کی تدوین سائنسی خطوط پر نہیں ہوتی اور درسی کتب میں ذخیرۂ الفاظ کا تدریجاً استعمال نہیں ہوتا۔ کوئی معیاری پیمانہ نہ ہونے کی وجہ سے مرتبین و مصنّفین محض اندازے سے کام لیتے ہیں۔ قومی نصاب (۲۰۰۶ء) میں کلاس ۱ تا ۳ ابتدائی ڈھائی ہزار الفاظ،

کلاس ۴ تا ۵ ابتدائی پانچ ہزار الفاظ، کلاس ۶ تا ۸ کم از کم سات ہزار الفاظ وتراکیب، کلاس ۹ تا ۱۰ کم از کم دس ہزار الفاظ وتراکیب اور کلاس ۱۱ تا ۱۲ کم از کم پندرہ ہزار الفاظ وتراکیب کا تعین کیا گیا ہے۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے "بنیادی اردو" کے عنوان سے روزمرہ الفاظ کی فہرست تیار کی ،جسے مرکزی اُردو بورڈ نے شائع کیا۔اس کا ترجمہ چاروں بڑی صوبائی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کو وزارت تعلیم نے پاکستان کی تیسری جماعت تک کے بچوں کا ذخیرۂ الفاظ معلوم کرنے کا ایک پروجیکٹ بھی دیا تھا، جو انھوں نے ایک سال میں مکمل کر دیا۔لاہور کی مدیحہ اعجاز اور ساتھیوں نے کھیلوں، خبروں، مالیات، ثقافت، فنون، تفریحات، تجارت، ادب اور ابلاغیات وغیرہ کے پچاس ہزار الفاظ سے تعددِ الفاظ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ساٹھ کی دہائی میں کینیڈا سے پنجاب یونیورسٹی میں آئے ہوئے ریسرچ سکالر ڈاکٹر عبدالرحمن بارکر نے صحافتی الفاظ شماری کی۔انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ (IER) پنجاب یونیورسٹی لاہور نے سکول کے بچوں کے لیے اُردو لفظ شماری کی۔زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے بھی کسانوں کو روزمرہ اُردو میں زرعی معلومات دینے کے لیے ذخیرۂ الفاظ جمع کیا تھا۔ محمد افتخار کھوکھر و دیگر (مرتبین) نے اردو ذخیرۂ الفاظ (جماعت اول تا پنجم)،۲۰۱۸ء میں شائع کیا۔ ہندوستان میں حسن الدین احمد نے نظم ونثر کے دس شعبوں کا انتخاب کرتے ہوئے اُردو مدرسہ اسلامیہ سنگاریڈی (آندرا پردیش) کے کارکنوں کی مدد سے ۱۹۶۰ء میں الفاظ شماری کا کام شروع کیا اور تکرارِ الفاظ کی بھی نشان دہی کی۔۱۹۴۴ء میں مقبوضہ جموں کشمیر میں آسان اُردو الفاظ کی فہرست شائع کی گئی۔اس کے علاوہ حیدر آباد (انڈیا) کے ماہرِ تعلیم سجاد مرزا نے الفاظ کی ایک فہرست مرتب کی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلسلے کو آگے بڑھایا جائے، تاکہ زبان کے حقیقی استعمال پر مبنی تدریجی نصاب کو مرتب کیا جاسکے۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری نے مختلف لسانی موضوعات پر کتابیات مرتب کرنے کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا، جیسے کتابیاتِ قواعدِ اردو، کتابیاتِ املا اور رسم الخط اور کتابیاتِ لغات وغیرہ۔اس سلسلے کو مقتدرہ قومی زبان نے شائع کیا۔ایسی کتابیات اور اشاریے محققین کے لیے بہت معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اطلاقی لسانیات میں اسلوبیاتی مطالعے اور سماجی لسانیات کے شعبے اُردو محققین کی توجہ کے منتظر ہیں۔ ان شعبوں میں چند گنتی کے معیاری کام ہوئے۔

اردو میں لسانی تحقیق ابھی تک ابتدائی مرحلے پر ہے۔ تقابلی اور جدید لسانیاتی مسائل کو اس طرح موضوعِ تحقیق نہیں بنایا گیا، جس طرح تقاضا تھا۔ جدید لسانیاتی مسائل پر جو مواد انگریزی، جرمن، فرانسیسی اور دیگر ترقی یافتہ زبانوں میں دستیاب ہے، اس کے مقابلے میں اردو بہت پیچھے ہے۔ حتیٰ کہ ہندی میں لسانیات کی تحقیق اور مباحث کا تناسب اس قدر زیادہ ہے کہ موازنہ ممکن نہیں۔ اردو میں لسانیات کے مطالعے کا باقاعدہ آغاز ڈاکٹر محی الدین قادری زور کی کتاب "ہندوستانی لسانیات" سے ہوا۔ طویل خاموشی کے بعد پاک وہند میں اردو لسانیات پر تصانیف

و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا، جو سست روی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اردو لسانیات کی روایت نہ تو زیادہ قدیم ہے اور نہ مضبوط۔ اس کی وجہ اردو دنیا میں لسانیات سے ضمنی اور جزوی دلچسپی ہے۔ یہاں اگر کوئی لسانیات کی طرف متوجہ ہوتا بھی ہے، تو اضافی اور ذیلی طور پر۔ چونکہ شعبہ اردو میں لسانیات کے کام کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دی جاتی، نتیجتاً ایک محقق کو اردو کے شعبے میں اپنا مقام پیدا کرنے کے لیے ادب کے کسی بھی شعبے میں مہارت بہم پہنچانا پڑتی ہے، اس لیے مطلوبہ تخصص پیدا نہیں ہو سکتا۔

وطنِ عزیز کی جامعات میں لسانیات کی تدریس کی حالت تسلی بخش نہیں ہے۔ جامعات میں اردو لسانیات کا الگ سے کوئی شعبہ نہیں۔ لسانیات ضمنی طور پر ایک پرچے کی صورت میں ایم۔ اے اردو اور بی۔ ایس اردو کے نصاب میں شامل ہے، جو اس کمی کو پر کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ ڈاکٹر شیر از دستی نے ۱۹۹۱ء تا ۲۰۱۵ء شائع ہونے والے تحقیقی مجلات میں ایسے ۱۸۰ مقالات کی نشان دہی کی، جن کا تعلق اردو لسان یا لسانیات کے شعبے سے ہو سکتا ہے۔ ان میں صرف ۱۹ مقالے ایسے ہیں، جن کا تعلق لسانیات کے بنیادی شعبوں صوتیات، مارفیمیات اور نحویات سے ہے۔ [۲۰] گزشتہ ۲۵ سالوں میں دنیا کی تیسری بڑی زبان میں اس قدر تحقیقی کام ہونا قابل افسوس ہے۔

ٹیکنالوجی کے عہد جدید میں کمپیوٹری لسانیات کا شعبہ زبان کی ترقی اور تفہیم و تحصیل میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ پاکستان میں مرکز تحقیقات اردو FAST لاہور اور مرکز تحقیقات لسانیات UET لاہور میں اردو کے حوالے سے لسانی تجربہ گاہ کو بروئے کار لیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ کسی ادارے یا جامعہ اس ضمن میں کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے جامعہ کراچی، شعبہ اردو میں لسانی تجربہ گاہ بنائی تھی اور اس میں زبان کی ساخت کو سمجھنے کے لیے عملی اقدامات کا آغاز کیا، جس کی ایک جھلک ان کی تصنیف ادب و لسانیات میں دیکھی جا سکتی ہے۔ تاہم ان کے یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد اس لسانی تجربہ گاہ کو بے مصرف قرار دے دیا گیا۔ جن اداروں اور شعبوں میں لسانیات کی تحقیق و تدریس ہونا چاہیے تھی، وہاں یہ تحقیق و تدریس یا تو عنقا ہے یا محض بنیادی سطح پر ہو رہی ہے۔ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد کا قیام ہی اسی مقصد کے لیے تھا۔ مقتدرہ کا منشور اس کا غماز ہے، لیکن ایک عرصے کے بعد یہ ادارہ بیورو کریسی کی بھینٹ چڑھ گیا۔ نہ لسانیات کے باب میں کام ہو سکا اور نہ ہی ترجمہ اور کارپس پلاننگ کے شعبے قائم ہوئے۔ جامعات کے اردو شعبہ جات میں لسانیات کی تدریس کی خاطر ایک جامع حکمت عملی اور سنجیدگی کی ضرورت ہے۔ اردو شعبوں میں لسانی تجربہ گاہیں قائم کی جائیں اور لسانیات کی ڈگری کے حامل اساتذہ کا تقرر کیا جائے، جو دیگر اساتذہ کے ساتھ مل کر اردو لسانیات کا نصاب مرتب کریں اور تدریسِ لسانیات کو مضبوط بنیادوں پر استوار کریں۔

حوالہ جات

۱۔ سید محی الدین قادری زور، ڈاکٹر، ہندستانی لسانیات، کلیہ جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد دکن، 1932ء، ص ۱۴

۲۔ David Crystal Cambridge Encycolopedia of language, Cambridge University Press, Cambridge, 1995, P. 196

۳۔ گیان چند جین پروفیسر، عام لسانیات، بک ٹاک، ٹمپل روڈ لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۸۸۷

۴۔ خلیل صدیقی، لسانی مباحث، زمرد پبلی کیشنز، کوئٹہ، ۱۹۹۱ء، ص ۱۱۔ ۱۲

۵۔ وکیل احمد، اخبار نجات، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۱۴ھ، ص ۸

۶۔ جامع القواعد (حصہ صرف)، اردو سائنس بورڈ لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۱۳۱

۷۔ لسانی مباحث، ص ۱۰

۸۔ ایضاً، ص ۱۷، ۱۸

۹۔ جامع القواعد (حصہ صرف)، ص ۱۳۴

۱۰۔ خلیل احمد بیگ مرزا، لسانی تناظر، باہری پبلی کیشنز نئی دہلی، ۱۹۹۷ء ص ۱۰۶۔۱۱۰

۱۱۔ عام لسانیات، ص ۸۹۶

۱۲۔ ایضاً، ص ۹۰۰

۱۳۔ ایضاً، ص ۹۰۲

۱۴۔ عام لسانیات، ص ۸۹۰

۱۵۔ Grierson G A: Linguistics Survey of India, Motilal Banarsidas: Delhi, 1916

۱۶۔ مسعود حسین خان، ڈاکٹر، مقدمہ تاریخ زبان اردو، اردو مرکز لاہور، 1966ء

۱۷۔ CRULP Annual Student Report, 2001-2002&2002-2003, Center for Research in Urdu Language Processing, FAST-nu, Lahore, Pakistan

۱۸۔ 13

کتابیات

ابو اللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، اردو سائنس بورڈ لاہور، ۲۰۰۴ء

اخبار نجات، مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۱۴ھ

خلیل احمد بیگ مرزا، لسانی تناظر، باہری پبلی کیشنز نئی دہلی، ۱۹۹۷ء

خلیل صدیقی، لسانی مباحث، زمرد پبلی کیشنز، کوئٹہ، ۱۹۹۱ء

دریافت، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، شمارہ ۱۹، جون ۲۰۱۸ء

سید محی الدین قادری زور، ڈاکٹر، ہندستانی لسانیات، کلیہ جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد دکن، 1932ء

گیان چند جین پروفیسر، عام لسانیات، بک ٹاک، میاں چیمبرز، ۳ ٹمپل روڈ لاہور، ۲۰۱۸ء

محمود شیرانی، حافظ، پنجاب میں اردو، قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، نئی دہلی، 2005ء

مسعود حسین خان، ڈاکٹر، مقدمہ تاریخ زبان اردو، اردو مرکز لاہور، 1966ء

Centre for Langauge Learning, UET, Lahore. (Papers, Reports, Theses)

(http://www.cle.org.pk/research/papers.htm)

CRULP Annual Student Report, 2001-2002&2002-2003. Centre for Research in Urdu Language Processing, FAST-nu, Lahore, Pakistan

David Crystal Cambridge Encycolopedia of language, Cambridge University Press, Cambridge, 1995

Grierson G A: Linguistics Survey of India, Motilal Banarsidas: Delhi, 1916

REFERENCES

1. Syed Muhayuddin Qadri Zor, Dr. Indian Linguistics, Kulya Jamia Usmania, Hayderabad, Deccan, 1932, P.14
2. David Crystal Cambridge Encyclopedia of Language, Cambridge University Press, Cambridge, 1995, P. 196
3. Gian Chand Jain Professor, General Linguistics, Book Talk, Temple Road Lahore, 2018, p. 887
4. Khalil Siddiqui, Linguistic Debates, Zamurrad Publications, Quetta, 1991, p. 11-12
5. Wakil Ahmad, Akhbar Nijat, published by Mujtabai Delhi, 1314 AH, p. 8
6. Abul Lais Siddiqui, Dr., Jami ul-Qawaid (part 1st), Urdu Science Board, Lahore, 2004, p. 131
7. Linguistic Debates, p. 10
8. Ibid., pp. 17, 18
9. Jami ul-Qawaid (part 1st), p. 134
10. Khalil Ahmed Baig Mirza, Linguistic Perspectives, Bahri Publications, New Delhi, 1997, pp. 106-110
11. Gian Chand Jain, General Linguistics, Book Talk Mian Chambers, 3 Temple Road, Lahore, 2018, p.896
12. Ibid.900.12
13. Ibid. p. 902
14. General Linguistics p. 890
15. Grierson G A: Linguistics Survey of India, Motilal Banarsidas: Delhi, 1916
16. Masood Hussain Khan, Dr., Case History of Urdu Language, Urdu Markaz Lahore, 1966
17. CRULP Annual Student Report, 2001-2002&2002-2003, Center for Research in Urdu Language Processing, FAST-nu, Lahore, Pakistan, 2002, 2003, 2004
18. Centre for Language Learning, UET, Lahore. (Papers, Reports, Theses) (http://www.cle.org.pk/research/papers.htm)
19. Mehmood Sherani, Hafiz, Urdu in Punjab, National Council for the Promotion of Urdu Language, New Delhi, 2005
20. Daryaft,National University of Modern Languages,Islamabad.Issue 19,June 2018

Biblography

Abul Lais Siddiqui, Dr., Jami ul-Qawaid (part 1st), Urdu Science Board, Lahore, 2004, p. 131

Centre for Language Learning, UET, Lahore. (Papers, Reports, Theses) (http://www.cle.org.pk/research/papers.htm)

CRULP Annual Student Report, 2001-2002&2002-2003, Center for Research in Urdu Language Processing, FAST-nu, Lahore, Pakistan, 2002, 2003, 2004

Daryaft,National University of Modern Languages,Islamabad.Issue 19,June 2018

David Crystal Cambridge Encyclopedia of Language, Cambridge University Press, Cambridge, 1995

Gian Chand Jain Professor, General Linguistics, Book Talk, Temple Road Lahore, 2018

Gian Chand Jain, General Linguistics, Book Talk Mian Chambers, 3 Temple Road, Lahore, 2018

Grierson G A: Linguistics Survey of India, Motilal Banarsidas: Delhi, 1916

Khalil Ahmed Baig Mirza, Linguistic Perspectives, Bahri Publications, New Delhi, 1997

Khalil Siddiqui, Linguistic Debates, Zamurrad Publications, Quetta, 1991

Linguistic Debates

Masood Hussain Khan, Dr., Case History of Urdu Language, Urdu Markaz Lahore, 1966

Mehmood Sherani, Hafiz, Urdu in Punjab, National Council for the Promotion of Urdu Language, New Delhi, 2005

Syed Muhayuddin Qadri Zor, Dr. Indian Linguistics, Kulya Jamia Usmania, Hayderabad, Deccan, 1932

Wakil Ahmad, Akhbar Nijat, published by Mujtabai Delhi, 1314 AH